اسلام اور دیگر مذاہب و معاشروں میں تعدد ازواج

*حافظ شبیر احمد جامعی
**محمد شفیق انجم
***محمد الیاس

Abstract

Islam did not introduce Polygamy. Among all Eastern nations of antiquity,Polygamy was a recognized institution. Among the Hindus, Polygamy prevailed from the earliest times. There was, as among the ancient Babylonians, Assyrians, and Persians, no restriction as to the number of wives a man might have. Although Greece and Rome were not Polygamous socities, concubinage was a norm Islam regulated Polygamy by limiting the number of wives and bringing responsiblity to its practice. In fact, according to David Murray, an anthropologist, historically Polygamy is more common than monogamy.

تعارف:

دنیا کے نظاموں میں صرف اسلام کا انظام تمدن ایسا ہے جس میں غایت درجے کا اعتدال و توازن پایا جاتا ہے اسلام سے قبل دیگر قبائل و اقوام میں بھی تعدد ازواج رائج تھا جس کی تفصیل آگے آ رہی ہے۔ لہذا یورپی و مغربی اقوام کا یہ کہنا کہ یہ اسلام کی اختراع ہے۔ یہ کہنا نہ صرف غلط بلکہ جھوٹ اور تاریخ کے ساتھ مذاق بھی ہے۔ قرآن کا دعوی ہے کہ میں دنیا میں خدا کا آخری اور مکمل پیغام ہوں۔ میں تمام شریعتوں کا ناسخ ہوں۔ اب میرے بعد کوئی اور شریعت نازل نہیں ہوگی اور اس پر دلیل یہ دی کہ ,"فيها كتب قيمة"(۱)

"اس میں کئی پختہ اور مضبوط کتابیں ہیں" مزید فرمایا"اليوم اكملت لكم دينكم و اتممت

*اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور
**لیکچرار، شعبہ علوم اسلامیہ، بہاءالدین زکریا یونیورسٹی ملتان
**اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم عربیہ، اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور

علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا"(۲)

ہم اس دعوے کی صداقت ان احکام کی روشنی میں دیکھ سکتے ہیں جو عورتوں سے متعلق قرآن میں بیان ہوئے ہیں۔قدیم اقوام میں یونانی, بابلی, اشوری, مغربی چینی اور ہندوستانی لوگوں میں تعدد ازواج کا عام رواج تھا اور اکثر قوموں کے ہاں تو تعداد کی بھی کوئی قید نہیں تھی۔مشہور ماہر انسانیات جارج مرڈاک کی رپورٹ ۱۹۴۹ کے مطابق دنیا کی ۴۱۵ قوموں میں تعدد ازواج کا رواج پایا جاتا ہے(۳) جارج مرڈاک ہی کی ایک رپورٹ کے مطابق ۲۵۰ تہذیبوں یا معاشروں میں سے ۱۹۳ میں تعدد ازواج(Poly Gamey) کا رواج پایا گیا ہے(۴) ظہور اسلام سے قبل تعدد ازواج کا دستور تقریباً ہر قوم میں موجود تھا ان تہذیبوں اور قوموں میں تعدد ازواج کی رسم بہت سی الجھنوں کا شکار تھی ان اقوام میں ازواج کی تعداد کی بھی کوئی قید نہ تھی۔اسلام نے اس اصول کی اصلاح کی اور چار کی قید لگادی(۵) مسلمان علمائے معاشرت نے اسلام سے پہلے کے معاشرتی حالات کو یونان سے شروع کیا ہے کیونکہ یونان علم وتمدن کی دنیا میں امامت کے فرائض سرانجام دے چکا تھا۔انسانی تمدن کی تاریخ گواہ ہے کہ قبل از اسلام عورت کو انتہائی پست اور ذلیل مخلوق سمجھا جاتا تھا۔دنیا کی متمدن ترین اقوام نے بھی اسکو ایک غیر مفید بلکہ مخل تمدن عنصر سمجھ کر میدان عمل سے ہٹا دیا تھا۔(٦) یونانی معاشرہ عورت کی زندگی کا مقصد صرف یہی سمجھا جاتا تھا کہ وہ مرد کی غلامی اور خدمت کرلے۔یونانی عموما عورتوں کو ایک درجہ کم مخلوق سمجھتے تھے جن کا مقصد صرف خانہ داری اور ترقی نسل تھا(۷) یونانی تہذیب میں ازواج کا مقصد خالص سیاسی رکھا گیا یعنی اس سے طاقتور اولاد پیدا ہو جو حفاظت ملک کے کام آئے۔(۸)

اسپارٹا: میں ایک بدنصیب عورت کو جس سے قوی سپاہی یا بچہ پیدا ہونے کی امید نہیں ہوتی تھی اسے مار ڈالتے تھے۔یونانی معاشرے میں جس وقت کسی عورت کے ہاں بچہ پیدا ہو چکتا تو فوائد ملکی کی غرض سے(عورت) کو دوسرے شخص کی نسل لینے کے لیے اسکے خاوند سے عاریتاً لے لیتے یونانی اپنے اعلی سے اعلی تمدن میں بھی بجز طوائف کے کسی عورت کی قدر نہیں کرتے تھے(۹)

ایرانی معاشرہ: ایران کی حالت نہایت شرمناک تھی۔باپ کا بیٹی کو اور بھائی کا بہن کو اپنی زوجیت میں لینا کوئی غیر اخلاقی بات نہ تھی۔(۱۰) مرد جتنی بیویوں کو چاہتا طلاق دے سکتا تھا۔عہد نبوی میں ایران کی حالت دگرگوں تھی شادی کا کوئی معروف قانون نہیں تھا اگر کوئی تھا تو اسے پس پشت ڈال دیا گیا تھا۔"ژندواوستا" میں بیوی کے بارے میں کوئی قانون نہ ہونے کی وجہ سے مرد کئی بیویاں رکھتے تھے۔اس کے علاوہ ان کی داشتائیں بھی ہوتیں تھیں

اور دوسری عورتوں سے ناجائز تعلقات بھی۔(۱۱) ایرانی معاشرہ میں خاندان کی بنیاد تعدد ازدواج پر تھی۔ایک شخص کو متعدد بیویوں سے نکاح کرنے کی اجازت تھی۔ ہر شخص اپنی آمدنی کے مطابق بیویوں کی تعداد مقرر کر سکتا تھا۔غریب آدمی کو ایک بیوی پر قناعت کرنا پڑتی تھی۔ساری بیویوں کو یکساں درجہ نہیں دیا جاتا تھا۔

بلکہ بعض کو بعض پر خصوصی امتیازات حاصل تھے۔ایک بڑی بیوی ہوتی تھی جس کو "زن پادشاہی ہا" کہتے تھے۔وہ دوسری بیویوں سے افضل سمجھی جاتی تھی اور اسکے خاص حقوق تھے۔اسکے علاوہ دوسری بیویوں کا درجہ بہت کم تھا ان کو "زن چنگاری ہا" کہتے تھے یعنی خدمت گار بیویاں، ان کے حقوق بڑی بیگم کے حقوق سے مختلف تھے۔(۱۲)

افریقی معاشرہ :افریقہ میں مرد عورتوں سے امور خانہ داری کے علاوہ باغوں اور کھیتوں میں اور دیگر کاروباروں میں بھی کام لیتے تھے۔عورتوں کا دائرۂ عمل صرف گھر ہی نہیں بلکہ باہر بھی تھا۔اس وجہ سے امراء کی یہ عادت تھی کہ کئی کئی بیویاں کرتے تھے تاکہ ان کو اقتصادی امور سونپے جاسکیں۔افریقہ کے بعض قبائل میں زیادہ عورتیں رکھنے والے قبائل کو فخر کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا یہاں تک کہ ایک شخص تین سے بارہ عورتوں کو اپنے لیے اختیار کر سکتا تھا۔(۱۳)

سینیگال میں ۴۷ فیصد شادیاں کثیر الزوج ہیں اور ان کثیر الزوج معاشروں میں زیادہ بیویاں دولت وطاقت کی علامت سمجھی جاتی ہیں۔اس طرح جو معاشرے کثیر الزوجی کی اجازت نہیں دیتے وہاں لوگ کثیر تعداد میں محبوبائیں رکھتے ہیں۔(۱۴) امین پاشا اپنی کتاب وسطی افریقہ میں رقمطراز ہیں کہ "انیورو" میں چھوٹے سے چھوٹا سردار بھی ۱۰ یا ۱۵ بیویاں رکھتا ہے، اس سے کم بیویاں رکھنا اپنے لیے کسر شان سمجھتا ہے۔غریب آدمی تین چار بیویاں رکھتے ہیں۔سر پانیٹو اپنی کتاب "میں افریقہ سے کیسے گزرا" میں لکھتا ہے کہ باروزی لینڈ کے دورے پر آئے ہوئے ایک منسٹر کی اس وقت ۷۰ سے زائد بیویاں ہیں۔ڈیکل نے اپنی تصنیف "وحشی افریقہ میں تین سال" میں لکھا ہے کہ مردوں کی غالب اکثریت تعدد ازواجی پر یقین رکھتی ہے غریب سے غریب آدمی بھی ۲ بیویاں رکھتا ہے۔تاہم بیشتر افریقی قبائل میں مردوں کی اکثریت پانچ بیویاں رکھتی ہے۔کیمرون کے قبیلہ "بنجانگ" اور مغربی سوڈان کے قبیلہ "موسی" کے بارے میں بتایا گیا کہ مردوں کی زیادہ تعداد ان لوگوں کی ہے جو ۲ سے ۴ بیویاں رکھتے ہیں (۱۵)

چائنیز معاشرہ:

چائنا میں "Han" کے زمانے سے ایک مرد ایک ہی بیوی رکھ سکتا ہے تاہم ہزاروں سال پہلے چائنا میں یہ بہت عام تھا کہ امیر لوگ ایک ہی بیوی رکھتے تھے اور بہت سی داشتائیں بھی۔مرد ایک سے زیادہ بیویاں رکھنا

روایات سے ثابت ہے اور یہ زور دیتا ہے کہ نسل کو آگے بڑھایا جائے اور باپ اور خاندان کے نام کو جاری کیا جائے۔ چائنا کے عوامی جمہوریہ بننے سے پہلے یہ قانون میں جائز تھا کہ وہ ایک بیوی رکھتے اور بے شمار داشتائیں۔ ایک بادشاہ یا کوئی بڑا سرکاری افسر یا کوئی امیر تاجر سینکڑوں داشتائیں رکھ سکتا تھا۔ اپنی پہلی شادی کرنے کے بعد چائنا سے داشتاؤں کا یہ کلچر اور کثیر الازدواجی کی یہ روایت پھیل گئی اس علاقے تک جسے آج کوریا اور جاپان کہتے ہیں۔(۱۶)

مشرقی ایشیا میں:

۱۹۹۴ء میں کیمونسٹ انقلاب کے بعد کثیر الازدواجی پر پابندی لگ گئی۔ منگولیا میں ایک شادی ایکٹ ظہور میں آیا جہاں کثیر الازدواجی کو قانونی شکل دینے کے لیے ایک مباحثہ جاری تھا تاکہ عورتوں اور مردوں کی آبادی کے عدم توازن کو ختم کیا جائے۔(۱۷)

ہانگ کانگ میں ۱۹۷۱ میں کثیر الازدواجی پر پابندی لگ گئی لیکن اب بھی ہانگ کانگ اور مکاؤ میں اس پر عمل ہوتا ہے۔ اسکی ایک مثال "Stnley Ho" اور دوسری "Lim Por Yen" ,ہیں۔(۱۸) ہانگ کانگ کے کچھ کاروباری داشتائیں رکھتے ہیں۔ دوسرے ممالک میں جیسے کہ چائنا میں "Kevin Murphy" نے بتایا کہ ۱۹۹۵ء میں یہ عام تھا کہ ہانگ کانگ کے لوگ ایک سے زیادہ بیرون ملک کثیر بیویاں رکھتے تھے۔(۱۹)

برلن کی "Humboldt University" کے "Man-LunNG-MD" ہانگ کانگ کی صورتحال بتاتے ہیں کہ اندازہ یہ لگایا گیا ہے کہ تقریباً ۲۰ کروڑ شادی شدہ جوڑوں میں سے تقریباً ۳۰ لاکھ شوہر ۱۹۹۶ء میں چائنا میں داشتائیں رکھتے تھے۔(۲۰)

آریائی اقوام میں عورت ہر حالت میں غلامی کی زندگی بسر کرنے پر مجبور تھی۔ بچی تھی تو باپ کے حکم کی پابند اور بیاہی گئی تو خاوند کے ہر حکم کی پابند۔ اولاد ہوگئی تو بچوں کا ہر حکم ماننا اس کے لیے ضروری تھا۔ وہ مرد سے پہلے سوئے تو نہیں مگر اس کے جاگنے سے پہلے جاگ جائے۔ آریاؤں کے نزدیک تعدد ازواج کی اجازت تھی۔ بیک وقت چار عورتوں سے وہ شادی کر سکتے تھے اور انکے راجے مہاراجے ہر قسم کی پابندی سے بالاتر تھے۔ انھیں ان گنت عورتوں کے ساتھ نکاح کرنے کی کھلی چھٹی تھی۔(۲۱)

"Ethnographic Atlas Cobebook" کے مطابق ۱۲۳۱ معاشروں کو نوٹ کیا گیا۔ ان میں ۱۸۶ یک زوج تھے، ۴۵۳ حادثاتی طور پر کثیر زوج تھے، ۵۸۸ کثیر الزوج تھے اور ۴ معاشرے ایسے تھے جہاں عورتیں ایک سے زائد شوہر رکھتی تھیں۔(۲۲)

الہامی وغیر الہامی مذاہب میں تعددِ ازواج:

حقیقت یہ ہے کہ تعدد ازواج کی رسم اسلام سے صدیوں پہلے کی رسم ہے۔ یہ ہر معاشرے میں موجود رہی ہے بلکہ انتہائی گھناؤنی شکلوں میں موجود رہی ہے۔ اسلام سے پہلے جو تعدد ازواج کی رسمیں تھیں ان میں متعدد ایسی تھیں کہ جن سے نہ گھر کا سکون برقرار رہ سکتا تھا اور نہ ہی معاشرے کا۔ ایک مرد کی لاتعداد بیویاں ہوتیں تھیں اور ایک عورت کے بے شمار خاوند۔ شادیوں کے لیے نہ کسی ضابطے کی پابندی تھی اور نہ ہی زواج کے معاشرتی ادارے کو منضبط رکھنے کے لیے کوئی قانون موجود تھا۔ جو مذاہب اسلام سے پہلے آئے ان میں تعدد ازواج کئی شکلوں میں موجود رہا ہے۔(۲۳)

ہندومت اور تعددِ ازواج:

غیر الہامی مذاہب میں بہت معروف اور قابل ذکر ہندومت ہے۔ اس مذہب کا ذخیرہ کتب اور تاریخ اس حقیقت کا اعتراف کرتی ہے کہ تعددِ ازواج ہندومت میں ہمیشہ رائج رہا ہے بلکہ آج بھی مسلمانوں کی نسبت ہندوؤں میں اسکا رواج زیادہ ہے۔(۲۴)

پرانے زمانہ میں ہندو معاشرہ کے مختلف حلقوں میں تاریخی طور پر بادشاہ داشتائیں رکھتے تھے۔ مثال کے طور پر وجے نگر کے بادشاہ" کرشنا دیواریا" کی بہت سی بیویاں تھیں۔ ہندوؤں کے شادی کے قانون میں انھیں کثیر زوجی سے منع کیا گیا ہے۔ جین مت کو بھی اور سکھوں کو بھی (۲۵) ویدک تعلیم غیر محدود تعددِ ازواج کو جائز قرار دیتی ہے اور اس سے دس دس, تیرہ تیرہ, اور ستائیس ستائیس بیویوں کو نکاح میں رکھنے کی اجازت ہے(۲۶)

ڈاکٹر الٹیکر لکھتے ہیں, ہندومت اور قدیم ہندوستانی تہذیب میں حاکم وقت کے لیے یہ سمجھا جاتا تھا کہ اس کی چار بیویاں ہوسکتی ہیں اور یہ اسکے لیے جائز قرار پایا تھا جبکہ معاشرے میں چار یا اس سے زیادہ بیویاں رکھنے کی بھی اجازت تھی جبکہ ہندومت کے مذہبی اور مقدس رہنما "منو" کے مطابق ایک مرد دس بیویاں بیک وقت رکھ سکتا ہے۔ قدیم ہندوستانی حکمران "شاہ جندرا" کی سو بیویاں تھیں اور قدیم ویدک لٹریچر میں تعددِ ازواج یعنی ایک سے زائد شادیوں کے رواج کا پتہ چلتا چلتا ہے(۲۷)

ہندومت میں مرد کی دوسری شادی کا فلسفہ:

اپنی بیوی کو معقول رقم زرتلافی کے طور پر ادا کر کے اور اثاثے اس کے حوالے کر کے مرد جتنی چاہے

شادیاں کرسکتا ہے۔ کیونکہ بیویاں نرینہ اولاد پیدا کرنے کے لیے ہوتیں ہیں۔ اگر کوئی عورت جسمانی عیب کی وجہ سے اولاد پیدا کرنے کی صلاحیت سے محروم ہوتو اسکا شوہر دوسری شادی کرلے گا (۲۸)

ہندومت کی مذہبی شخصیات اور تعددِ ازواج:

ذیل میں ہندومت کی قابل احترام مذہبی وتاریخی شخصیات کی فہرست دی جارہی ہے جس سے ہندومت میں تعددِ ازواج کی اجازت اور عملاً رواج کا پتہ چلتا ہے۔ ہندودھرم کے پیروکار "شری رام چندر جی" کو اپنا بھگوان تسلیم کرتے ہیں ان کے (1) والد راجہ دسرتھ کی متعدد بیویاں تھیں:

(i) رانی کوشلیہ - والدہ رام چندر جی

(ii) رانی سمترا - والدہ لکشمن جی

(iii) رانی کیکئی - والدہ بھرت جی

(2) شری کرشن جی کے جو اوتاروں میں سولہ کلا رن سپورن تھے سینکڑوں بیویاں تھیں۔

(3) راجا پانڈو جو مشہور پانڈوؤں کا جدِ اعلیٰ ہے دو بیویاں تھیں:

(i) کنتی ۔۔۔ والدہ یدھشٹر وبھیم سین ,ارجن

(ii) مادری ۔۔۔۔ والدہ نکل وسہ دیو

(4) راجا شنتن کی دو بیویاں:

(i) گنگا ۔۔۔ والدہ بھیکم

(ii) سیتہ وتی ۔۔۔ والدہ چترانگد

(5) بچھترا یرج کی دو بیویاں اور ایک لونڈی تھی۔

(i) امبکا ۔۔۔ والدہ دھرتراشٹ

(ii) امبالکا ۔۔۔ والدہ پانڈو

(iii) لونڈی ۔۔۔ والدہ بدر (۲۹)

علاوہ ازیں پدر منو کی دس بیویاں تھیں جبکہ آئتاریا برہمن کے راجہ ہریش جندرا کی سو بیویاں تھیں۔ (۳۰) معروف مسلمان مؤرخ اور جغرافیہ دان ابوریحان البیرونی جنھوں نے کئی سالوں تک ہندوستان میں مقیم رہ کر سنسکرت زبان سیکھی اور یہاں کے علوم وفنون میں رسم ورواج کا مشاہدہ کیا وہ لکھتے ہیں: اہل ہند میں سے بعض کی نظر

میں طبقاتی اعتبار سے متعدد عورتیں ہوسکتی ہیں چناچہ برہمن کے لیے چار, کھشتری کے لیے تین, ویش کے لیے دو, اور شودر ایک بیوی رکھ سکتا ہے۔(۳۱)

تمدن ہند کا مصنف لکھتا ہے کہ آریاؤں میں عام طور پر وحدۃ الازواج کی رسم تھی لیکن بعد میں دولتمند لوگ اور راجہ کئی کئی بیویاں رکھنے لگے۔ جس چیز نے آریاؤں میں کثرۃ الازواج کی رسم کو جاری کیا وہ بیٹوں کی ضرورت تھی۔ جب پہلی بیوی سے صرف بیٹیاں ہوتیں تو پھر دوسری شادی کرنا لازم آتا۔ ہندوستان کے راجپوتانہ میں بھی کثرۃ الازواج کی رسم موجود ہے لیکن راجپوتوں میں ہمیشہ ایک بڑی بی ہوتی تھی اور یہی بڑی بی شوہر کی لاش کے ساتھ جلائی جاتی تھی۔ بادشاہوں کے لیے یہ رسم تھی کہ ان کی کل بیویاں ان کی لاش کے ساتھ جلائی جاتیں تھیں۔ اس وقت اود پور میں سنگرم سنگھ اور اسکی رانیوں کا مقبرہ ہے جو ۱۷۳۳ء میں راجہ کے ساتھ جلی تھیں۔(۳۲)

یہودیت اور تعدد ازواج:

یہود جو اپنی تاریخ میں اخلاقی انحطاط کے ساتھ بخل و حرص کے لیے ہمیشہ سے مشہور چلے آرہے ہیں۔ ظاہر ہے کہ وہ عورتوں کے ساتھ انصاف کیسے کر سکتے ہیں۔ یہودیوں کی مستند جیوش انسائیکلو پیڈیا میں ہے کہ معصیت اول چونکہ بیوی ہی کی تحریک پر سرزد ہوئی تھی اس لیے اسکو شوہر کا محکوم رکھا گیا اور شوہر اسکا حاکم اور مالک ہوتا ہے اور وہ اس کی مملوکہ۔ یہودی مذہب میں تعدد ازواج کی اجازت ہے اور تعداد کی کوئی قید نہیں۔ توراۃ میں جن انبیاء کا ذکر ہے ان سب سے تعدد ازواج کا ثبوت ملتا ہے۔(۳۳) تحریری شواہد اشارہ کرتے ہیں کہ کثیر ازواجی پرانے یہودیوں میں موجود تھی لیکن یہ بہت عام نہیں تھی اور نہ ہی بہت کم تھی اور نہ ہی اس سے روکا گیا, نہ ہی اس کی حوصلہ شکنی کی گئی۔ یہودیوں کی مذہبی دستاویزات میں چالیس ایسے لوگوں کا ذکر ہے جنھوں نے ایک سے زیادہ شادیاں کیں اور ان اشخاص کی کثیر زوجی کی برائی پر کوئی چھوٹی سی بات بھی نہیں ملتی۔(۳۴)

تورات جو ان کی مذہبی دستاویز ہے ا اس سلسلے میں کچھ قوانین کی طرف اشارہ کرتی ہے: "دوسری شادی کی صورت میں پہلی بیوی کی حیثیت کم نہیں ہونی چاہیے۔" کسی مرد کی دو بیویاں ہونے کی صورت میں وراثت کا حق بڑے بیٹے کو ملے گا چاہے وہ تمھاری پسند کی بیوی سے ہو یا ناپسند کی بیوی سے۔" اور وہ بہت سی بیویاں نہ رکھے یہ نہ ہو کہ اسکا دل بھر جائے اور وہ اپنے لیے سونا چاندی ذخیرہ نہ کر سکے۔(بادشاہوں کے لیے یہ حکم مخصوص ہے)

اور اگر ایک شخص اپنے بھائی کی بیوہ کو سہارا دیتا ہے تو کتابِ استثناء اسکی تعریف یوں کرتی ہے۔

"جب کئی بھائی ملکر ایک ساتھ رہتے ہوں ان میں سے ایک بے اولاد مر جائے اسے کسی اجنبی کے ساتھ نہ بیاہے بلکہ اسے اپنی بیوی بنالے۔(۳۵)

جدید یہودیت میں تعددِ ازواج:

جدید یہودیت میں ربی یہودیت میں تعدد ازواج پر پابندی لگاتے ہیں۔(اشکنزی یہودی) گیارہویں صدی سے ربیوں کی اس پابندی پر عمل کرتے ہیں۔(۳۶)

"Sephardi" اور "Mizrahi" یہودی خاص طور پر جو یمن اور ایران میں رہتے ہیں جہاں کثیر زوجی عام ہے انھوں نے کثیر زوجی کو ابھی حال ہی میں چھوڑا ہے کیونکہ انہوں نے ایسے علاقوں کی طرف ہجرت کی جہاں کثیر زوجی قانونی طور پر جائز نہیں تھی۔ "Karaite" یہودی جو کہ توراۃ میں ربیوں کی مداخلت کے خلاف ہیں ان میں کثیر زوجی آج بالکل بھی موجود نہیں ہے۔اس کے علاوہ یہ کہ "Karaite"۔

بابِ خروج۔۱۲:۱۰ کا مطلب یہ لیتے ہیں کہ جسکا اصل متن یہ ہے کہ(دوسری عورت کرلے تو پہلی کی حیثیت میں کمی نہ آئے) وہ معنی یہ لیتے ہیں کہ ایک شخص دوسری بیوی اس صورت میں رکھ سکتا ہے جب وہ دونوں کو ایک ہی جیسے ازدواجی حقوق دے سکتا ہو۔ان فرائض میں کھانا کپڑا اور جنسی تسکین شامل ہے۔

بائیبل کی اس حد بندی کے بعد یہودیوں میں کثیر زوجی ناقابلِ عمل ہوگئی ہے اور کیرائٹ یہودیوں میں اسکی کوئی مثال موجود نہیں ہے۔(۳۷)

عیسائیت اور تعددِ ازواج:

قدیم عیسائیوں کی تاریخ میں یہ تذکرہ ہے کہ ان میں سے کچھ لوگ ایسے تھے جو ایک سے زائد بیویاں رکھتے تھے ویلسٹر مارک کا جسے تاریخ ازواج کا عالم سمجھا جاتا ہے بیان ہے کہ کلیسا کی مرضی ومنظوری سے سترھویں صدی تک تعددِ ازواج کا دستور یہ تھا اور یہ اکثر ان حالات میں ہوتا تھا جو کلیسا اور حکومت کے شمار میں نہیں آتے تھے۔(۳۸)

مارٹن لوتھر جیسے تجدید پسند مصلح نے بھی اس نظام پر کوئی اعتراض نہیں کیا ۔بعض عیسائی فرقوں کے نزدیک تعدد ازواج ضروری تھا(۳۹) فرانس کا مشہور سائنسدان مانٹسکو کہتا ہے:۔

"مرونجسین کے بادشاہ جنھوں نے پانچویں صدی سے لے کر ۷۵۳ءتک فرانس پر حکومت کی ,ایک سے

زیادہ بیویاں کرتے تھے اور اسکو اپنی شان وشوکت کا باعث خیال کرتے تھے۔فرانس کے بادشاہ عیسائی تھے اور کلیسا ان کا پورا احترام کرتا تھا۔فرانسیسی بادشاہوں کی کئی کئی بیویاں تھیں(۴۰)عیسائیوں کے نزدیک بھی قانون وہی معتبر تھا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوا تھا۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر جو انجیل نازل ہوئی اس کے متعلق بھی عیسائی یہ دعویٰ نہیں کرسکتے کہ اس میں تعددِ ازواج کی ممانعت تھی۔اس سلسلے میں علامہ ہاشم زکریا رقمطراز ہیں:

"ہم جانتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ سلام سے لے کر حضرت موسیٰ علیہ سلام تک تمام شریعتوں میں ایک سے زیادہ بیویاں رکھنے کی اجازت تھی اور ہم نہیں سمجھتے کہ حضرت عیسیٰ علیہ سلام پر جو انجیل نازل ہوئی تھی اس نے اس کی ممانعت کی ہو۔لیکن شریر لوگوں نے ایک سے زیادہ بیویاں رکھنے کے لیے جو شرائط تھیں ان میں تعددِ ازواج کی ممانعت سمجھی اور انجیل میں تحریف کردی۔(۴۱)عیسائی مذہب میں کوئی ایسا واضح حکم موجود نہیں ہے جس میں تعدد سے روکا گیا ہو۔پولوس کے ایک خط میں تحریر ہے کہ پادری کو صرف ایک بیوی کا شوہر ہونا چاہیے۔اس سے صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ دوسرے لوگ ایک سے زیادہ بیویاں رکھ سکتے ہیں(۴۲)۔عہد نامہ جدید میں ایک شادی کرنے کو پسندیدہ فعل قرار دیا گیا ہے لیکن بجز اساقفہ کے کسی اور عیسائی کو ایک سے زیادہ بیویاں رکھنے کی ممانعت نہیں کی گئی۔تعددِ ازواج کے مخالفین اسکی تاویل یہ کرتے ہیں کہ عیسائیت کو ایسا کرنے کی ضرورت اس وجہ سے محسوس نہیں ہوئی کہ جن لوگوں میں اس مذہب کی تبلیغ کی گئی ان میں یہ رسم رائج نہ تھی۔لیکن یہ بات صحیح نہیں ہے کہ عیسائیت کے اولین مخاطب یہود تھے جو پہلی صدی عیسوی میں تعددِ ازواج پر عامل تھے۔بعض عیسائی علماء نے یہودی علماء کو اس بات پر مطعون کیا کہ وہ ایک سے زیادہ شادیاں کرتے تھے لیکن ابتدائے عیسائیت کے بعد کئی سو برس تک کلیسا کی کسی مجلس نے تعددِ ازواج کی مخالفت نہیں کی اور کئی عیسائی بادشاہوں نے اعلانیہ ایک سے زائد بیویاں رکھیں لیکن کلیسا نے ان پر کبھی کوئی اعتراض نہیں کیا۔چنانچہ شارلیمان نے دو عورتوں سے بیک وقت نکاح کرنے کے علاوہ کئی ایک داشتائیں بھی رکھ چھوڑیں تھیں اور اس کے قوانین سے معلوم ہوتا ہے کہ تعددِ ازواج کی رسم عیسائیت میں بالکل ناپید نہیں تھی۔(۴۳)

جدید عیسائیت میں تعددِ ازواج:

سینٹ آگسٹائن اور پرانے عہد نامہ میں تضاد ہے۔کثیر زوجی کے معاملے پر وہ لکھتا ہے "Good Marriage" باب نمبر ۱۵ میں کہ پرانے بزرگوں میں یہ قانونی طور پر رائج تھی جبکہ آج بھی قانونی طور پر جائز ہے مجھے یہ کہنے میں کوئی ہچکچاہٹ نہیں ہے۔کیونکہ اس وقت اجازت تھی کہ نسل بڑھانے کے لیے ایک سے زیادہ شادیاں کی جاسکتی تھیں جو کہ اب قانونی طور پر جائز نہیں۔(۴۴)

باب نمبر ۷ میں وہ کہتا ہے:

"اب رومن ہدایات کو قائم رکھتے ہوئے زیادہ عرصہ تک ممکن نہیں کہ ایک بیوی کے ہوتے ہوئے دوسری بیوی کی جائے" پروٹسٹنٹ چرچ بھی یہی کہتا ہے:۔

"عیسائی اصلاحی تحریک جس نے بائبل کی بنیاد پر موجود عیسائی عقائد کو ازسرنو تبدیل کیا ہے بائبل کی تعلیم کی حد تک کثیر زوجی کو عارضی طور پر قبول کیا ہے"(۴۵)

اس کے لیے جس دستاویز کا حوالہ دیا جاتا ہے وہ "Der Beichtrat" ہے کہ مارٹن لوتھرؒ Phillip of Hess", کی مثال دیتا ہے جو کافی عرصہ تک حرامکاری اور زنا کاری میں ملوث رہا۔ اسے دوسری شادی کی اجازت دی گئی لیکن اسے خفیہ رکھا گیا کہ عوامی افواہ کا باعث نہ بنے۔

پندرہ سال پہلے "Sexon Chancellor Gregor Bruk" لکھتا ہے کہ وہ لوگوں کو کئی بیویاں رکھنے سے باز نہیں رکھ سکتا کیونکہ یہ مذہبی کتابوں کے خلاف تھا۔(۴۶)

۱۴ فروری ۱۲۵۰ء میں "Nurnburg" کی پارلیمنٹ نے کہا چونکہ ۳۰ سالوں کی جنگ میں بہت سے مرد قتل ہو گئے لہذا چرچ اگلے ۱۰ سالوں تک ۶۰ سال سے کم عمر مردوں کو راہب بننے سے روکیں گے(۴۷)۔ افریقہ میں اکثر چرچز میں یک زوجی پر اصرار اور روایتی کثیر زوجی میں تناؤ رہتا ہے۔ افریقن آزاد چرچ کبھی کبھار پرانے عہد نامہ کے ان مقامات کا حوالہ دیتی ہے جہاں کثیر زوجی پر عمل کا تحفظ کیا گیا ہے(۴۸)۔

عرب عہد جاہلیت میں:

عورت بیوی کی حیثیت میں سب سے زیادہ مظلوم تھی۔ معاشرے میں اس کی حیثیت گھر کے مال واسباب کی سی تھی(۴۹)۔ کثرتِ ازواج کے سبب بیویوں کی کوئی تعداد مقرر نہیں تھی(۵۰)۔ عربوں میں تعددِ ازواج کا عام رواج تھا۔ نکاح کی کوئی تعداد مقرر نہیں تھی۔ مردوں کا صرف ایک شادی کرنا کسرِ شان سمجھا جاتا تھا(۵۱)۔ زیادہ بیویاں رکھنے کو فخر وتکریم گردانا جاتا تھا۔ ان کی تعداد سے ہی مردوں کی شجاعت, قوت, اور ثروت کا اندازہ لگایا جاتا تھا(۵۲)۔ منٹگمری واٹ جو دعوی کرتا ہے کہ اسلام سے پہلے عربوں میں تعددِ ازواج کی رسم موجود نہیں تھی وہ خود اپنی کتاب میں یہ بات تسلیم کرتا ہے وہ لکھتا ہے کہ:

A man of Taif is said to have had ten wives apparently once"(۵۳)

"at" کہا جاتا ہے کہ طائف کے ایک آدمی کی دس بیویاں تھیں اور بظاہر یہ نظر آتا ہے کہ وہ بیک وقت اس کے نکاح میں تھیں۔اابن سعد کی تاریخ میں بے شمار مثالیں موجود ہیں جن میں ایک مرد کی ایک سے زیادہ بیویاں تھیں(۵۴)۔

نتائج بحث

تعدداز واج کے قانون میں اسلام کی اصلاحات:

اس گفتگو سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام سے پہلے تعددِ ازواج کی رسم بغیر کسی ضابطے اور کلیے کے دنیا بھر میں رائج تھی اور کسی مذہب نے اسکی بیخ کنی کی کوشش نہیں کی۔اسلام نے نہ صرف یہ کہ اس رسم کی تمام قبیح شکلوں کو ممنوع قرار دے دیا جن سے فرد یا معاشرے کا سکون برباد ہوسکتا تھا اور جن کی وجہ سے مقاصدِ زوجیت فوت ہو جانے کا اندیشہ تھا۔

اسلام نے مرد پر یہ پابندی عائد کردی کہ وہ بیک وقت چار عورتوں سے زیادہ کو اپنے نکاح میں نہیں رکھ سکتا۔ایک وقت میں چار خواتین سے عقد کیا جاسکتا ہے لیکن اس کی شرط عدل ہے کہ وہ ان تمام کے ساتھ عدل کرے۔اگر عدل کرنے کے قابل نہیں تو پھر ایک پر ہی اکتفا کرے۔

اسلام کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ صرف اس نے ہی غیر محدود بیویوں کی رسم کو ختم کیا اور بیویوں کی تعداد کی حد مقرر کی۔عدل کوئی معمولی شرط نہیں اور نہ ہی اس کو پورا کرنا آسان ہے۔قرآن حکیم نے اس شرط کو پورا کرنے کی مشکلات سے بھی آگاہ فرمادیا ہے تاکہ کوئی مسلمان غلط فہمی میں غلط فیصلہ نہ کر بیٹھے۔

"ولن تستطیعوا ان تعدلوا بین النساء ولو حرصتم فلا تمیلو اکل المیل فتذروھا کالمعلقة وان تصلحوا وتتقوا فان اللہ کان غفورَ رحیما.(۵۵)

"اور تم ہرگز طاقت نہیں رکھتے کہ پورا انصاف کرو اپنی بیویوں کے درمیان اگر چہ تم اسکے بڑے خواہش مند بھی ہو تو یہ نہ کرو کہ جھک جاؤ(ایک بیوی کی طرف)بالکل چھوڑ دو دوسری کو جیسے(درمیان میں)لٹک رہی ہے اور اگر تم درست کرلو(اپنا رویہ)اور پرہیز گار بن جاؤ تو بے شک اللہ پاک غفور رحیم ہے"

قرآن حکیم کی یہ آیت ایک سے زیادہ بیویاں رکھنے پر اتنی کڑی شرط لگا رہی ہے۔

تمام اقوام مصری,چینی,ہندوستانی,عربوں اور یونانیوں میں یہ اصول موجود رہا ہے۔نہ صرف یہ کہ عوام بلکہ ان کے دیوی دیوتا بھی کثیر الزوج تھے۔تمام الہامی مذاہب کی مذہبی کتب میں آج بھی تعددِ ازواج کے حق میں

دلائل اور مثالیں موجود ہیں۔ توراۃ,انجیل میں پیغمبر وانبیاء اوران کی بہت سی بیویوں کا ذکر موجود ہے۔ یہود ونصاری جو اس اسلامی اصول کی مخالفت میں پیش پیش ہیں ،اگر تعدد ازدواج برائی ہے تو ان پارسا ہستیوں نے کیا ساری زندگی اس برائی کو اپنائے رکھا؟

اس میں شک نہیں کہ اسلام نے تعدد ِازدواج کو کلیۃ ختم نہیں کیا بلکہ اس کو ایسی شرائط اور ضوابط کا پابند بنا دیا ہے کہ ان کی موجودگی میں نہ صرف یہ کہ بہت کم معاشرتی مسائل جنم لیتے ہیں بلکہ یہ قانون بے شمار معاشرتی مسائل کا حل بھی بن جاتا ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ تعدد ِازدواج کا یہ قانون اگر فرد یا معاشرے کے لیے نقصان دہ ہوتا اور یہ کسی مسئلے کا حل نہ ہوتا تو اسلام اس کو کلیۃ ختم کر دیتا۔لیکن چونکہ یہ قانون بے شمار فوائد کا حامل تھا اس لیے اسلام نے اسکو مفید بنانے کے لیے اس پر کئی شرائط عائد کر دیں (۵۶)۔

قرآنی احکام زمانی نہیں بلکہ تمام زمانوں اور قوموں کے لیے ہیں۔تعدد ِازدواج کی ضرورت اگر اسلام کے اولین دور میں تھی تو زمینی حقائق کی بنیاد پر کہا جاسکتا ہے کہ آج اس کی ضرورت دو چند ہے کیونکہ نہ ہی اس ترقی یافتہ دور میں جنگوں کا دروازہ بند ہوا ہے اور نہ ہی مرد کی فطرت وضرورت بدلی ہے۔

سفارشات:

۱۔ اگر ہم مغرب کے نقش قدم پر چل کر خود کو روشن خیال کہلوانے کی فکر میں قرآن وسنت کے منافی قانون سازی کرنا چاہیں تو ہمارے معاشرے میں بھی فحاشی اور جنسی جرائم کی وہی داستانیں رقم ہوں گی جو آج مغرب میں قدم قدم پر عام ہو چکی ہیں۔تعدد ازدواج کو ممنوع قرار دینے کے بعد ہمارے معاشرے میں بھی عورت پر وہی ظلم ہوگا جو آج مغرب میں ہو رہا ہے۔لہذا ہمیں اس سے باز رہنا چاہیے۔

۲۔ نوع انسانی کو چاہیے کہ اس باب میں کسی بھی قسم کے تعصّب اور اندھی تقلید کے دائرے سے نکل کر کھلے ذہن ودماغ کے ساتھ اسلامی قانون اور اس کی معقولیت کا مطالعہ کرے اور اس کی حکمتوں اور مصلحتوں کے سمجھنے کی کوشش کرے اسلامی قانون دنیائے انسانیت کے لئے درحقیقت آب حیات کا درجہ رکھتا ہے اور اسی بناء پر اسلام عالم بشریت کو اس خیر اور بھلائی کو اپنانے کی دعوت دیتا ہے۔جس میں ساری انسانیت کا بھلا ہوسکتا ہے۔کیونکہ اسلام کا بنیادی مقصد پوری نوع انسان کی ہدایت ورہنمائی ہے۔غرض اسلامی قانون ہی وہ واحد قانون جو اونچ نیچ دے پاک ایک متوازن اور فطری قانون ہونے کے باعث پوری نوع انسان کے لئے امن وسلامتی کا باعث بن سکتا ہے۔

۳۔ یہ عالم انسانی کے لئے خلاّق عالم کا واضح اور دو ٹوک فیصلہ ہے۔اگر انسان کو اپنی بھلائی اور خیر مطلوب

ہے تو خدا کی بات مانے اور اسی کے فیصلہ کے مطابق قانون سازی کرے۔ یہ وہ قانون ہے جو نہ صرف حیات بخش ہے بلکہ ایک صالح اور پاکیزہ معاشرہ کی تعمیر کرنا چاہتا ہے۔ یہ بلاشبہ ایک علمی اور سائیٹفک قانون ہے جو علم وعقل کی میزان میں کھرا اترتا ہے۔

کڑوا سچ:

۴۔ اگر عورت کی مظلومی دور کرنا محض ایک نعرہ ہی ہے جس کے پیچھے جذبہ مغرب کی تقلید کے سوا کچھ نہیں، تو خدا کے لئے یہ غریب پہلے ہی بہت ستم سہتی ہے۔ آپ سیدھے سادھے طریقے سے قوم سے کہہ دیجئے کہ ہمیں عورت سے کوئی دلچسپی نہیں۔ ہم تعدد ازواج کو اس لئے ممنوع کرنا چاہتے ہیں کہ یہ کام ہمارے محبوب مغرب میں ہوتا ہے تاکہ قوم کو اتنی لمبی لمبی بحثیں کرنے کی ضرورت نہ پڑے اور وہ آپ سے یہ کہہ کر فارغ ہوسکے پاکستان کی بنیاد میں ہزاروں مسلمانوں کا خون شامل ہے انہوں نے یہ خون اس لئے نہیں بہایا کہ یہاں رہ کر تقلید مغرب کے حوصلے بلند کیے جائیں بلکہ انہوں نے یہ عظیم قربانیاں اس لئے دیں کہ یہاں اسلام کا پرامن نظام حیات رائج ہو۔ یہاں کے باشندے دنیا کی آخری حدود تک اس وحشت و بربریت کا تعاقب کریں جو نئی تہذیب کا پرفریب چولا پہن کر انسانیت کا نام ونشان مٹادینا چاہتی ہے۔

حوالہ جات

۱۔ البینۃ:۹۸/۳

۲۔ المائدۃ:۵/۳

۳۔ محمد شمس تبریز خان، مسلم پرسنل لاء اور اسلام کا عائلی نظام (مجلس نشریات اسلام کراچی ۱۹۹۹) ص:۱۲۸

4. Encyclopedia Britanica 1993.vol.7 P :155

5. Ibid

۶۔ ازہری، مقتدی احسن، خاتون اسلام (مکتبہ قدوسیہ اردو بازار لاہور ۱۹۹۲) ص:۲۰۹

۷۔ عابدہ علی، پروفیسر، ڈاکٹر، عورت قرآن وسنت اور تاریخ کے آئینے میں (قرآن منزل F2-A نزد نیشنل بنک سمن آباد لاہور ۲۰۰۳) ص:۳۲

۸۔ گستاؤلی، بان ۲ ڈاکٹر، تمدن عرب، مترجم سید علی بلگرامی (نقوش پریس لاہور ۱۹۸۰) ص:۴۵۵

۹۔ عمری جلال الدین، عورت اسلامی معاشرہ میں، (اسلامک پبلیکیشنز ۱۹۹۳) ص:۴

۱۰۔ ایضاً، ص:۶۱

۱۱۔ محمد مقبول بیگ, پروفیسر, تاریخ ایران (مجلسِ ترقیِ ادب کلب روڈ لاہور اکتوبر ۱۹۶۷) ص:۳۱۱

12. Syed Amir ALI.Spirit of Islam (Reprinted JUNE 1964 London)P:223

۱۳۔ مالک, رام, اسلام اور عورت (اکرم آرکیڈ ٹمبل روڈ لاہور ۱۹۹۱) ص:۲۰۹

۱۴۔ سین آرتھر کرسٹن, مترجم ڈاکٹر محمد اقبال, ایران بعہد ساسانیاں (انجمن ترقی اردو کراچی ۱۹۹۶ء) ص:۴۱۸۔

۱۵۔ غلام رسول, چوہدری, پروفیسر, اسلام کا عمرانی نظام (علم وعرفان پبلشرز اردو بازار لاہور ۱۹۹۹) ص:۲۲۸۔

۱۶۔ ایڈورڈ ویلسٹر مارک, مترجم محمد یحیٰ خان, شادی کی تاریخ (۴۴ مزنگ روڈ لاہور ۲۰۰۰) ص:۲۵۹

17. The Legacy Lingers ON:KOREAN Confuciianism and the eroisn of women.S Rights:by hildi king (Reasearch fellow centre for Korean studies university of California Barkely.

18۔ HONG KONG.(http:\\news.china.com\Zh_kang.html)by hildi king,research fellow centre for korean studies. university of California,Barkely} Article,by Man NG. MD,The international Encyclopediia of Sexuality,by Robert T. Francoeur

19. Tycon,concubine engage in battle over her legal rights (http:\\www.taipetimes.com\news\world\archieves\2004\09\28\2003204708)

20. Gream Lang Josphine Smart (2002)Migration and the"second wife" in south Chaina towards cross border polygny.the international Migration review 36(5):546-569.

21. HONGKONG.(http:\\news.china.com\Zh_kang.html)by hildi king,research fellow centre for korean studies. university of California,Barkely} Article,by Man NG. MD,The international Encyclopediia of Sexuality,by Robert T. Francoeur

22. Ethnographic ATLAS Codebook,http:\\electic.ss.uci.edu\drwhite\worldcul\codebook4 Ethno Atlas.pdf)derived from,Goerge P Murdck,Ethnographic Atlas recording

the marital composition of 1231 socites from,1960.1980.

۲۳۔ الازہری پیر محمد کرم شاہ,ضیاء النبی ﷺ (ضیاء القرآن پبلیکیشنز ۱۹۹۰) ۷/ ۴۴۱

24. Diouf Nafi polygamy hangs on in africa (http: \\www. findarticles.com \p\articles\ mi_ qn4196 \is_20040502\ai_n10968614"The MilwaukeeJournal entinel.May2,2004.

۲۵۔ ضیاء النبی ﷺ,۱/ ۱۹۱

۲۶۔ محمد ثانی,حافظ,ڈاکٹر,رسول ﷺ کی ازدواجی زندگی (اردو بازار ایم اے جناح روڈ ۲۰۰۲)ص:۴۹

27.Marriges-Divorces(http:\\www.sudhrilaw.com\Marriages.html)section at general information websites on indian laws by shdhir shah & Associates.sin hindu civilaization.P:10

28. Dr Altaker.The position of women

۲۹۔ کوتلیہ چانکیہ ,مترجم سلیم اختر,ارتھ شاشتر (میاں چیمبرز تمبل روڈ لاہور ۲۰۰۱)ص:۱۹۸

۳۰۔ منصور پوری,قاضی محمد سلیمان,سلمان,رحمۃ اللعالین (مکتبہ اسلامیہ فیصل آباد ۲۰۰۲) ۲/ ۱۵۳

31. The position of women in hindu civilaization P:105

۳۲۔ البیرونی,ابوریحان,کتاب الہند (مجلس نشریات اسلام ۱۹۸۰)ص:۲۳

۳۳۔ تمدنِ ہند,ص:۷۰۹

۳۴۔ مسلم پرسنل لاء اور اسلام کا عائلی نظام,ص:۱۹۸

35. DEtrounomy 21:15-17(http:\\www.mechon mamer.org\p\pt0521.htm#15.

۳۶۔ کتاب خروج۔۱۰:۲۱،کتاب استثناء۔۱۷تا۱۵:۲۱،۱۷:۱۷

37. Frequently asked question ,judisam andpolygamy (http: \\www. faqs. org \faqs \judism \FAQ04 -observance\section-55.html

38. Ibid

۳۹۔ رحمۃ اللعالمین,۲/ ۱۳۰

۴۰۔ اسلام کا عمرانی نظام,ص:۲۲۸

۴۱۔ ایضاً ص:۲۳۲

۴۲۔ ضیاء النبی ﷺ ۷/۴۴۳

۴۳۔ خاتونِ اسلام,ص ۲۱۸

۴۴۔ صدیقی,محمد مظہر الدین,اسلام میں حیثیتِ نسواں (مطبوعات ادارہ ثقافتِ اسلامیہ ۱۹۵۳)ص:۱۲۴

45. Letter to phillip of hess,http:\\books.google.com\books?

46. James Bowling Mozley.Essays.historical and theological1:403-404 Exerpts from Der Beichtrat[2](http:\\bppks.google.com\books

47. Larry o.jenson.A Genealofical Handbook OF German Reaserch(http:\\www.family search , org\ Eng \Search \Rg ? images \ Ger _BMD_Refdoc_HandbookGermanR(Rev.Ed.1980)P:59

48. JosephAlfred X Michiles,Secret History of the Australion Government and of its systematic prescutions of protestants(London: chapman and hall.1859)p.85(copy at GOOgle Books). the authour ststing that he is quoting from a copy of legslation.

۴۹۔ محمد ظفیر الدین,مولانا اسلام کا نظام عفت وعصمت (مکتبہ نزیریہ لاہور ۱۹۹۰)ص ۱۱

۵۰۔ محمصانی,ڈاکٹر صبحی ,مترجم محمد احمد رضوی,فلسفہ شریعت اسلام (مجلس ترقی ادب لاہور ۱۹۷۵),ص:۲۸

۵۱۔ ندوی,شاہ معین الدین,تاریخِ اسلام (ادارہ نشریات اسلام ۱۹۸۰) ,۱/۱۰

۵۲۔ اسلام کا عمرانی نظام,ص:۲۲

53. Montgomry Watt, Muhhamad at Madinah(oxford at the clarondon post)P:27.

54. Ibid

۵۵۔ النساء ۴/۱۲۹

۵۶۔ معارف القرآن ۲/۲۸۰